بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری

ہر قسم کی بے شمار تعریف اُسی پاک ذات وحدہٗ لاشریک
کو زیبا ہے جس کے ہاتھ میں دین و دنیا کا نظم و نسق ہے
وہ سب کا خالق و رزاق اور سب اس کی مخلوق و مرزوق ہے
وہ غنی اور سب اُس کے محتاج ہیں اسی نے ہم کو دنیا کی
سیر کرائی سماعت و بصارت عطا کی صحت و قوت عنایت
فرمائی اور نہایت مقبول دعا کی بدولت رسول کی امت میں
داخل کر کے ممتاز و سرفراز بنا دیا اور نہایت مہربان و شفیق

والدین سے ہماری پرورش کرائی عادل وحامی اسلام بادشاہ کی رعیت بننے کا شرف بخشا یہ سب خدا کے نعمات ہیں جو بے شمار و قطار میں ہیں اور ہماری طاقت ہی کیا ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کر سکیں۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش	عذر بہ درگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش	کس نہ تواند کہ بجا آورد

اے خدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسانست قربانت شوم

ایک مالدار تاجر نابینا تھا اس نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص اس کی بصارت کا علاج کریگا اُس کو لاکھ روپے دئیے جائیں گے باوصف کوشش کے کسی طبیب سے اسکا علاج نہ ہو سکا اسی طرح ایک نابینا بادشاہ نے اطباء سے معاہدہ کیا کہ جو طبیب اُس کی بصارت کا علاج کر کے بینا کردے گا اُس کو پچاس ہزار روپیہ محاصل سالانہ کی جاگیر دیجائیگی مگر کوئی اُس کو بینا نہ کر سکا جن لوگوں کو خدا نے بصارت

دی ہے ان کو خدا کا شکر بجا لانا چاہئیے کہ ایسی قیمتی نعمت عطا
ہوئی ہے اسی طرح سماعت ایک بے بہا نعمت ہے جن لوگوں
کو یہ نعمت عطا نہیں ہوئی لوگ ان کو بہرے کا خطاب دیتے
ہیں اور وہ بجائے خود ملول و متاسف رہتے ہیں بہرے پن
کا علاج بھی محال ہے پس جن کی سماعت اچھی ہو ان کو خدا کا
شکر گذار رہنا چاہئیے لنگڑا چاہتا ہے کہ اوس کو پاؤں ملجائیں
تاکہ بے تکلف جلد جلد اِدھر اُدھر پھرا کرے۔ لولا چاہتا ہے
اُسے ہاتھ مل جائے تاکہ وہ کسی کا محتاج نہ رہے جو لوگ بیمار ہیں
بیماری کی تکلیف سے اسقدر تنگ ہو جاتے ہیں کہ زندگی پر
موت کو ترجیح دیتے ہیں پس جو لوگ تندرست اور صحیح القویٰ
ہوں ان کو خدا کا شکر گذار رہنا چاہئیے۔ بعض لوگ اپنے محسن
کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ ان کا احسان اسقدر ہے کہ اگر ہم
اپنے چمڑے کے جوتیاں بنا کر اُن کی نذر کریں تب بھی اُنکے
احسانات کا بوجھ ہلکا نہیں ہو سکتا۔
مقام غور ہے کہ جب ایک انسان پر دوسرے انسان کا اتنا زیادہ

احسان ہوسکتا ہے تو منعم حقیقی کے ہم پر کیا کیا احسانات نہ ہونگے
اور ہم اس کے احسانات کے شکریہ میں کن الفاظ کا استعمال
کرسکتے ہیں بحالیکہ ہم اس کے احسانات کو شمار و حساب میں بھی
نہیں لاسکتے پس اس کی شکرگذاری اسی میں ہے کہ ہم اُسکی
یاد دل سے نہ بھولیں اس کو وحدہٗ لاشریک سمجھیں اور اُسکے
احکام کی بکما ینبغی تعمیل کریں اُس کے پیغمبروں کا ادب کریں
دل سے ان کی عزت مانیں اور اس سے غافل نہ ہوں کہ احکام
الٰہی کی خلاف ورزیوں کا کوئی مواخذہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ
خداوند عالم رحیم و کریم ہے اگر اس کے صفات میں رحم و کرم
نہ ہوتا اور ہر قصور پر تدارک فرمایا کرتا تو دنیا میں کوئی شخص
آرام و اطمینان سے نہیں رہ سکتا تھا نہ عجائبات دنیا اور
اوس کی قدرتوں کے دیکھنے کا موقع پاتا نہ کسی کو دنیا میں
خوش حالی و فراغ بالی نصیب ہوتی مگر یہ سب اس کا رحم
و کرم ہے اور ہم پر اس کے نہایت کثیر و عظیم احسانات ہیں
اور وہ بڑا قادر و مقتدر ہے۔

عالمے را در دمے ویراں کند		اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند

یہ خاص خدائے تعالیٰ کی شان ہے کہ ایک قصور کے عوض ایک ہی سزا رکھی گئی ہے مگر ایک نیکی کا معاوضہ دس حصہ ملتا ہے

ف قرآن شریف کی آیت ذیل سے خدائے تعالیٰ کے رحم و کرم اور اُس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی و خوش خلقی کا اندازہ ہو سکتا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ **ترجمہ** (اے پیغمبر یہ بھی) اللہ کا بڑا ہی فضل ہوا کہ تم ان کو نرم دل (رسول ؐ) ملے اگر خدا نخواستہ تم مزاج کے اکھڑ (اور) سنگدل ہوتے تو یہ لوگ (کبھی کے) تمھارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے تو تم (اپنی جبلی عادت کیوں چھوڑ و اس جنگ اُحد کے معاملہ میں بھی) اُن کے قصور معاف کرو اور (خدا سے بھی) ان کے گناہوں کی مغفرت چاہو۔

خدائے تعالیٰ کا ایک خاص احسان مسلمانوں پر یہ بھی ہے

کہ ان کی ہدایت کے لئے انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

ترجمہ۔ اللہ نے مسلمانوں پر (بڑا ہی) فضل کیا کہ اُن میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (لوگو) تمھارے پاس تم ہی میں کے ایک رسول آئے ہیں تمھاری تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے (اور) ان کو تمھاری بہبود کا ہوکا ہے (اور) مسلمانوں پر نہایت درجہ شفیق (اور) مہربان ہیں الغرض خدا ہی کا احسان ہے کہ خود رحیم و کریم ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہماری بہتری کے لئے رؤف و رحیم بنا کر بھیجا۔

یا رب تو کریمے و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالۂ انتباہ العمال

یا

تازیانۂ عبرت

سراج النسا اور تراب النسا کی باہمی گفتگو

تراب النسا۔ سراج النسا سے مخاطب ہو کر بہن کل میرے پاس گیارھویں شریف کی نیاز ہے آپ ضرور تشریف لائیے اور آپکی صاحبزادیوں کو بھی ساتھ لائیے بڑی مہربانی ہوگی۔

سراج النسا۔ بہن پھر کسی وقت حاضر ہونگی کل کیلئے معافی چاہتی ہوں۔

ترابُ النسا۔ آخر معافی کا سبب۔

سراج النسا۔ وجوہ دریافت نہ فرمائیے۔ بلا دریافت وجوہ معافی دیجئے۔

ترابُ النسا۔ جب تک معقول وجوہ نہ ہوں میں کبھی آپ کی معذرت قبول نہ کرونگی۔

سراج النسا۔ اگر وجوہ ظاہر کرونگی تو خواہ نخواہ آپ میں اور مجھ میں شکر رنجی پیدا ہوگی۔

ترابُ النسا۔ بہن شکر رنجی کا کوئی سبب نہیں ہے اور جبتک آپ بیان نہ کریں گے مجھ کو خلش رہے گی اس لئے مہربانی کرکے بیان فرمائیے۔ رنج کے اسباب اگر پیدا ہونگے تو آپ ہم ملکر اس کو دور کرسکتے ہیں۔

سراج النسا۔ بہن انھوں نے (مراد از شوہر) آپ کے ہاں کی نذر نیاز کی دعوتیں قبول کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اُن کا بیان ہے کہ آپ کے شوہر بڑے رشوت خوار اور ظلم شعار ہیں سرکار سے جو تنخواہ ملتی ہے اُس سے

کئی حصہ زیادہ وہ اہل مقدمات سے وصول کر لیتے ہیں اس
قسم کے ناجایز روپیہ سے نذر نیاز کیونکر جایز ہو سکتی ہے
باوجود علم کے اگر کوئی شخص اس قسم کے تقاریب میں شریک
ہوگا تو ضرور گناہگار ہوگا۔ جب ہم ان سب حالات سے
واقف ہیں تو پھر کیونکر شریک دعوت ہو سکتے ہیں۔

تراب النسا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرے شوہر رشوت خوار
ہیں یا ان کی جایز آمدنی نہیں ہے۔

سراج النسا۔ بہن دل ہی میں آپ اس کا فیصلہ کر لیجئے
مجھ سے کیوں اس کا تصفیہ کرانا چاہتے ہیں۔

تراب النسا۔ میں تو اپنے شوہر کو راست باز خیال کرتی ہوں
خارجی حالات کا مجھ کو کیا علم ہے اس لئے آپ بتائیں کہ آپکو
میرے شوہر کی رشوت خواری کا پتہ کیونکر چلا۔

سراج النسا۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ آپ اپنی ذات سے
بہت نیک ہیں اسی وجہ سے اپنے شوہر کو بھی آپ اچھا
خیال کرتی ہیں لیکن میں آپ کو دھوکہ میں کیوں رکھوں۔

اب صاف صاف کہتی ہوں۔ آپ کے شوہر کو عام طور پر
لوگ رشوت خوار اور ظالم بیان کرتے ہیں اور آپکی تھوڑیسی
آمدنی اور بڑے ہوئے اخراجات سے اُس شہرت کی تصدیق
ہوتی ہے آپ کے شوہر نیاز کے لئے جو سامان جمع کئے ہیں
اس کا بھی مجھ کو پتہ چلا ہے خدا کسی عہدہ دار کو ایسی توفیق
نہ دے۔ جہاں باریک چانول ۳۰ روپیہ فی پلہ ملتے ہیں
آپ کے شوہر نے جبر و تعدی سے ۱۰ روپیہ پلے کے حساب سے
لئے ہیں اور ہم جس مقام سے ۱۵ روپیہ من گھی لیتے ہیں
آپ کے شوہر وہاں سے ۶ روپیہ من خرید فرماتے ہیں
پرسوں ہی کا واقعہ ہے کہ آپ کے شوہر نے ۲۰ بکرے اور
۳۰ مرغیاں خریدیں دھنگر رو رہا تھا اور کہتا تھا کہ باہر
کے لوگ فی راس تین تین روپیہ پر ہم سے بکرے خریدتے
ہیں ہمارے عہدہ دار نے بیس بکروں میں اٹھارہ روپے
دئیے ہیں خدا اُس کو اس کی اولاد کو تباہ کرے۔ خود آپ
خیال فرما سکتے ہیں کہ جس بھاؤ سے آپ کے شوہر سامان

خریدتے ہیں وہ نرخ شاید چالیس برس پہلے ہوگا۔ ہمارے زمانہ میں تو کبھی ایسا نرخ نہیں رہا یہ ظلم نہیں ہے تو کیا ہے کہ روپیہ کا مال سہ سیر میں لیا جائے آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ آپ کے شوہر کی تنخواہ دوسو روپیہ ہے اور آپ ہی کا بیان ہے کہ اس کے سوائے کوئی اور آمدنی بھی نہیں ہے تو پھر دوسو روپیہ میں بگی شکرام دو بھینسوں ایک گائے کا پالنا چار ماما دو آیاؤں کا اسی تنخواہ میں ملازم رکھنا کس طرح ممکن ہے آپ ہی کا بیان ہے کہ پچیس روپیہ آپکو دیتے ہیں اور پچیس روپیہ اپنی بہن کو دیا کرتے ہیں باغ اور مکان کی تیاری میں بیس ہزار روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ دوسو روپیہ ماہوار میں اسقدر برکت کیسے آگئی ہم تو تین سو روپیہ ماہانہ پاتے ہیں ایک بگی کے سوا ہمارے ہاں کوئی سواری یا جانور نہیں ہے نہ خدا نے ابتک ذات کا مکان دیا۔ باپ دادا کے مشترک مکان میں تکلیف سے پڑے ہیں ہمارے پاس اتنی برکت کیوں نہ ہوئی۔

تراب النسا (کھسیانی ہوکر) لوگ حسد سے کہتے ہیں کہ میرے شوہر رشوت خوار ہیں۔

سراج النسا۔ اچھا تو پھر میرے شوہر کو لوگ کیوں بدنام نہیں کرتے۔

تراب النسا۔ آپ کے شوہر دل عزیز ہیں سب سے رل مل کر رہتے ہیں۔

سراج النسا۔ افسوس ہے کہ آپ اصل معاملہ کو نہیں سمجھتیں یا ابھی حضرت میں نے تو گھوڑا میدان سامنے کر دیا ہے پھر آپ حسد سے کیوں بحث کرتی ہیں میں نے تو بتلا دیا ہے کہ آپ کے شوہر کی تنخواہ دو سو روپیہ اور خرچ پانچسو روپیہ سے زیادہ ہے پھر آمدنی سے زیادہ جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ کہاں سے آتا ہے۔

تراب النسا۔ بہن کوئی مہینہ ایسا نہیں جاتا ہوگا کہ ہمارے ہاں کوئی نذر نیاز نہ ہوتی ہو اور جسمیں تیس چالیس آدمی کھانا نہ کھاتے ہوں۔

سراج النسا۔ جی ہاں کیوں نہ ہو حلوائی کی دوکان پر
ناناجی کا فاتحہ۔ بہن خدا کے لئے اپنے شوہر کو اس قسم کے
ظلم و تعدی سے روکئے ایک نہ ایک دن آپ کے شوہر
معطل ہو جائیں گے اور ساری جائداد تباہ و برباد ہو گی
بہن خدا کا خوف نہیں ہے تو چار آدمیوں کا تو لحاظ رکھیں
اور شرمائیں لوگوں کا کیا گیا مزے مزے کے کھانے کھاتے
اور باہر نکلنے کے بعد لاحول پڑھتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ہر کام
اپنی حیثیت کا کیا جائے۔ اپنے ملازمین کی تنخواہ تو آپ
وقت پر نہیں دیتیں تنخواہ نہ ملنے سے وہ پریشان ہیں
مگر آپ ہیں کہ نیاز کرتی اور بزرگوں کے فضائل پڑھواتی
ہیں۔ بڑا ثواب اسمیں ہے کہ مستحق کو اس کا حق دیا جائے
نذر نیاز فرض نہیں ہے کہ بزرگان دین ایسی نذر نیاز سے
خوش ہوتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ جس عہدہ دار کی
جس مقام پر شکایت ہوتی ہو وہاں کے دس شریف اور
محتاط آدمیوں کا حلفی بیان اس عہدہ دار کے چال چلن کی

بابت قلمبند کرکے بصورت واجبی اس عہدہ دار کو موقوف
کردیا جائے تاکہ اسی طرح دو چار آدمیوں کے ساتھ برتاؤ
ہونے پر سب سدھر جائیں اور رشوت سے باز آجائیں۔
تراب النسا۔ یہ تو نا انصافی ہے کہ ایک عہدہ دار کی
نسبت ایسا سخت عمل ہو۔
سراج النسا۔ گناہ خواہ کسی سے بھی سرزد ہو گناہ ہے
جب عدالتیں ہر قسم کے جرایم فوجداری میں قانون کے
مطابق سزائیں دیتی ہیں تو پھر فوجداری مقدمات کے
ملزمین کے ساتھ قانونی طریقہ کے بموجب عمل ہونا چاہیے
ملازمین کے حق میں رشوت ستانی کی عام شکایت پیش
ہونے پر کبھی نرم برتاؤ جایز نہیں ہے ورنہ رشوت کا
انسداد ناممکن ہوگا۔
تراب النسا۔ کیا صفائی اور جرح کا بھی موقع نہ ملے۔
سراج النسا۔ صفائی اور جرح سے کیا جرم مخفی رہ سکتا ہے
یوں مراتب تحقیقات ادا کرنے کے لئے جو موقع دیا جائے

بہتر ہے لیکن معاملات رشوت میں تو مناسب یہ ہے کہ نہ صفائی
نہ تردید نہ جرح کیونکہ مالک کو اختیار ہے کہ ملازم کی شکایت
پیش ہونے پر اس کو علٰحدہ کر دے صفائی اور جرح کی کیا ضرورت
ہے بلکہ کسی کمیشن کے انعقاد کی بھی ضرورت نہیں ہی غیر متدین
نہ صرف افسروں ہی سے ڈرتا ہے بلکہ ماتحتوں سے بھی
بے فکر نہیں رہتا کیونکہ ہر وقت اس کو مخبری کا خدشہ لگا
رہتا ہے میں آپ سے اس بحث میں چند باتیں اور کرتی ہوں
جس سے ثابت ہوگا کہ رشوت کا کیا انجام ہے۔
زید نے رشوت کا روپیہ بڑی احتیاط سے جمع کیا تھا اور اپنے
متعینہ مقام سے گاڑی میں رکھ کر اور خود اسمیں بیٹھکر دو تین
چپراسیوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ راستہ میں چند فوجی
لوگ ملے اور باقاعدہ سلام کرکے عرض کیا کہ ذرا گاڑی سے
نیچے تشریف لائیے زید گاڑی سے اتر گیا تو ایک فوجی گاڑی
میں چڑھا اور سب روپیہ لیکر اپنے ساتھیوں کے حوالہ کیا
اور پھر باقاعدہ سلامی اوتار کر اور شکریہ عرض کرکے یہ سب چلتے بنے۔

ف ۲ بکر نے رشوت کھا کے اور بہت سے لوگوں کے حقوق تلف کر کے رقم کثیر جمع کی تھی اور اس کو ساتھ لے کر ضلع سے بلندہ کو روانہ ہوا۔ راہ میں چوروں نے تعاقب کیا اور کہا کہ جس قدر ظلم سے کمائے ہو ہم کو دیدو بکر نے عذر کیا اور کہا کہ میں فلاں عہدہ دار ہوں جواب ملا کہ ہمکو معلوم ہے لیکن جنگل کے ہم عہدہ دار ہیں آپ کی ناجایز کمائی کے ہم مستحق ہیں۔ غرض یہ کہہ کر جملہ نقدی اور ساتھ کا سب سامان چوروں نے بالجبر لے لیا۔

ف ۳ ایک شخص رشوت کا عادی تھا اس نے بمبئی سے چند ہزار کا سونا منگوایا پارسل پہنچا لیکن نام میں غلطی ہوگئی تھی بجائے زید کے ذیز لکھا گیا تھا اس لئے تحقیقات کی ضرورت ہوئی جس شخص نے منگوایا تھا اُس نے اپنی بالابست کے خوف سے انکار کردیا اور بالآخر وہ سونا صیغۂ لاوارثی میں داخل ہوگیا۔

ف ۴ ایک صاحب رشوت لینے میں بڑے مشہور تھے

بہت سارو پیہ جمع کیا اور تجوریوں میں بھر کر رکھا تھا ان کا بیٹا جوان ہوا اور باپ کے خزانہ سے واقف ہو کر تجوریاں کھولیں روپیہ نکالا کچھ تو اڑا دیا اور کچھ یار لوگوں کو دے دلا کر گھر صاف کر دیا۔

۵۹ بکر نے دس ہزار روپیہ میں ایک مکان خریدا لیکن اس خیال سے کہ اپنا تمول ظاہر نہ ہو ایک شخص ثالث خالد کے نام سے بیعنامہ کرایا اور خالد ہی کی نگرانی میں مکان رکھ چھوڑا کچھ عرصہ کے بعد خالد قابض ہو گیا بکر نے ہر چند اپنے آپ کو مالک ظاہر کیا لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی۔

۶۰ زید نے اپنے زمانۂ حکومت میں بہت سا ناجائز زر وپیہ جمع کیا اور اس خیال سے کہ مابین ورثہ کوئی نزاع نہ پیدا ہو مختلف اشخاص کے پاس روپیہ رکھا یا کچھ عرصہ کے بعد مر گیا ورثہ نے اُن اشخاص کو گھیرا اور طالب رقم ہوئے لیکن اُن لوگوں نے قطعی انکار کر دیا آخر زید کی تجہیز و تکفین محلہ داروں کے چندہ سے ہوئی۔

ف بکر نے رشوت ستانی میں شہرت حاصل کی حکام متعلقہ
نے ہدایت کی کہ وہ استعفا پیش کرے لیکن زید نے انکار کیا۔
بالآخر زید کی رشوت ستانی کی تحقیقات شروع ہوئی اور
جرم ثابت ہو گیا جس کے پاداش میں اٹھارہ ماہ کی سزا دیگئی
مرافعہ میں بھی فیصلہ تحت بحال رہا زید کو سزا بھگتنی پڑی ۔

متدین عہدہ دارون
کی
مطمئنہ اور خوش حال زندگی

دیانت دار ملازمین و عہدہ دار ہمیشہ دنیا میں نیک نام رہتے ہیں
اور ان کی زندگی خوش حالی اور بے فکری سے گذرتی ہے۔
لوگ ان کو دل سے عزیز رکھتے ہیں اور عامۂ خلایق میں انکی عزت
و عظمت قائم رہتی ہے ۔ ایک ہی مقام پر دو عہدہ دار
مساوی المواجب دیکھے گئے ایک متدین دوسرا غیر متدین تھا

غیر متدین کی حالت یہ تھی کہ مکان بھی اچھا فرش و فرنیچر سے بھی
آراستہ سواری کے لئے گاڑی گھوڑا سب کچھ موجود لباس بھی
اُجلا قیمتی اس کے خلاف متدین عہدہ دار کی حالت یہ تھی
کہ معمولی کرایہ کا ایک چھوٹا سا مکان تھا جسمیں بوریہ پر شطرنجی
اور اس پر ایک سفید چاندنی کا فرش دو تکیے لگے ہوئے
اور بس لباس بھی معمولی دور جانا ہو تو کرایہ کی سواری منگوالی
جاتی تھی دفتر کو روزانہ پیادہ پا جاتے تھے۔ غیر متدین کے
لڑکوں کا فوق البرق لباس اور خوش حالی دیکھ کر متدین
عہدہ دار کے لڑکے باپ سے کہتے تھے کہ فلاں عہدہ دار کے
لڑکے مدرسہ کو سواری میں بیٹھ کر آتے اور لباس بھی اچھا پہنتے
ہیں ہم کو اُن کے ہم مکتب ہونے سے شرم آتی ہے نہ ہمارے
پاس سواری ہے نہ ہمارا لباس ہی اچھا ہے باپ نے جواب
دیا کہ ہماری جتنی تنخواہ ہے اُتنے ہی اخراجات ہیں زیادہ کیلئے
روپیہ کہاں سے لائیں تم نے جن لڑکوں کا حوالہ دیا ہے اُنکا
باپ امیر ہے بچوں نے جواب دیا امیر کہاں انکا آپ ہی کی تنخواہ

کے برابر اُن کی بھی تنخواہ ہے باپ ہنسا اور کہا ایسی باتوں کی حرص نہ کرنی چاہیئے بلکہ کوشش اس کی ہونی چاہیئے کہ اپنے ہم سبق سے پڑھنے لکھنے میں سبقت رہے اور ہمیشہ امتحان میں کامیابی کے درجے بڑھتے ہوئے رہیں اس سے تم سارے مدرسے میں عزیز ہو گے اور سب اُستاد تم سے محبت رکھیں گے جب تم بڑے ہو گے سرکار سے تم کو بھی عہدہ ملے گا اور لوگوں میں اعزاز۔ پرسوں خود تم کہتے تھے کہ حسین علی چپراسی کا لڑکا تم سب سے کامیابی میں بڑھ گیا۔ اُستادوں کے پاس وہ بہت عزیز ہی۔ اس بات سے تم کو شرمانا اور اوس سے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اچھے مکان میں رہنے اچھا لباس پہننے اچھا کھانا کھانے سے دنیا میں عزت نہیں ہوتی اصلی عزت کے اسباب۔ علم۔ نیک رویگی اور حمیدہ خصائل ہے۔ تم نے گلستاں میں پڑھ لیا ہے۔ ع ل

بنی آدم از علم یابد کمال	نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے لَنَا عِلْمٌ وَّلِلْجُهَّالِ مَالٌ

یعنے ہمارے لئے علم ہے اور جاہلوں کے لئے مال و دولت ہے،
اسی ہفتہ میں تم نے وعظ میں یزید کے مظالم اور حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صبر و شکر و تکالیف کا حال
سُن لیا ہے۔ کیا تم یزید کی چال چلنا چاہتے ہو۔ لڑکوں نے
کہا خدا ہم کو ایسی توفیق نہ دے باپ نے کہا کہ یزید کے پاس تو
دولت بہت تھی اور صاحب حکومت بھی تھا اس کے خلاف
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جو حال تھا وہ سب کو معلوم ہے
لڑکوں نے کہا کہ ایسی دولت اور ایسی حکومت پر خدا کی
لعنت ہے ہم کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی
کا شرف حاصل ہو جائے تو بس ہے باپ نے کہا کہ تم نے جن کے
لڑکوں کا حوالہ دیا ہے اُن کا باپ یزید کی چال اچھی سمجھتا ہے،
اور میں تو غلامان اہل بیت ہوں غرض اس مقام پر جو عزت
متدین عہدہ دار کی تھی غیر متدین کو نصیب نہ تھی اُنہی زمانہ
میں تنقیح کے لئے ایک جلیل القدر عہدہ دار تشریف لائے
اسٹیشن پر استقبال کے لئے سب لوگ جمع تھے جلیل القدر عہدہ دار

نے متدین عہدہ دار سے مخاطب ہوکر مزاج پرسی کی اور اپنی گاڑی میں ساتھ لیکر کیمپ پہونچا جس سے غیر متدین سمجھ گیا کہ یہ محض تدین کا اعزاز ہے تب ہی سے اُس کے خیالات کی اصلاح شروع ہوگئی اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہ تھوڑے ہی دنوں میں غیر متدین بھی متدین ہوگیا۔

۸۹ ایک زمانہ کی بات ہے کہ صیغہ عدالت میں ایک اعلیٰ عہدہ دار بڑے متدین اور خدا ترس تھے رشوت خواروں سے ان کو سخت نفرت تھی لیکن بعض اہل معاملات اس بات کو سمجھتے نہ تھے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عہدہ دار ممدوح تعطیل میں اپنی جاگیر جارہے تھے اور سواری تھی میانہ کی۔ راستہ میں جہاں جنگل تھا اور آبادی نہ تھی کہاروں نے میانہ اوتارا اور ایک گھڑی آرام لیا عہدہ دار نے باؤلی سے پانی منگواکر وضو کیا اور میانہ ہی میں قرآن شروع کیا۔ اس اثنا میں ایک ساہوکار جس کا مقدمہ ان کے اجلاس پر تھا موقع پاکر سامنے آیا عہدہ دار نے متحیر ہوکر پوچھا کہ کہاں جارہے ہو یہاں کیسے

آئے اس نے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس حاضر ہوا تھا اور دو ہزار روپیہ کی تھیلی پیش کیا۔ عہدہ دار نے ہنس کر کہا کہ تم نے یہاں تک کیوں تکلیف کی بلکہ ہیں ہی کیوں نہ دیدیئے اُس نے کہا کہ لوگ واقف ہوتے اور اس کی شہرت ہوتی تھی اس لئے یہاں حاضری ہے قبول فرمائیے۔ عہدہ دار نے جواب دیا کہ وہاں لینے میں مجھ کو جس کا خوف تھا یہاں بھی اُسی کا ڈر لگا ہوا ہے آئندہ پھر ایسی حرکت نہ کرنا۔ اب اپنی رقم واپس لیجاؤ اگر حق اور انصاف تمھاری جانب ہو اور رویداد تمھارے موافق رہے تو فیصلہ بھی تمھارے ہی حق میں صادر ہوگا اتفاق سے کچھ دنوں کے بعد مقدمہ کا فیصلہ ساہوکار ہی کے حق میں ہو گیا۔ فیصلہ سننے کے بعد ساہوکار اس عہدہ دار کے قدموں پر گر گیا اور عرض کیا کہ بیشک آپ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ آپ ہی کے جیسے لوگوں کی وجہ سے دنیا قایم ہے۔

۹۹ اسی طرح ان ہی عہدہ دار کے پاس کشیر مالیت کا

ایک مقدمہ رجوع تھا مدعی نے رشوت دینی چاہی عہدہ دار نے
انکار کیا آخر اس نے ایک کشتی میں دودھ پیڑے بھیجے اور
چیٹھی میں لکھا کہ (۵۵) عدد دودھ پیڑے مرسل خدمت ہیں
عہدہ دار نے کہا کہ شیرنی کی تعداد کا بتلانا عادت کے خلاف ہے
غالباً کوئی دھوکا ہے۔ عہدہ دار نے نزدیک منگوا کر ہاتھ میں
لیکر دیکھا تو دودھ پیڑہ وزنی معلوم ہوا اس لئے وہ توڑا گیا
اسمیں سے اشرفی برآمد ہوئی پھر دوسرے میں بھی اشرفی تھی
عہدہ دار نے ساہو کار کی ان چال بازیوں سے ناخوش ہوکر
غصہ کے ساتھ حصہ مسترد کر دیا۔

ف ۱۰ اسی طرح ان ہی صاحب کے فرزند کے ساتھ یہی
عمل کیا گیا وہ بھی عہدہ دار تھے اور ان کے پاس بھی ساہوکار و
کے کچھ مقدمات دایر تھے۔ یہ صاحب مریضان یرقان کو جھاڑا
کرتے تھے اس لئے نماز صبح کے بعد ان کے ہاں علاج کے لئے
لوگ جمع رہتے تھے بعض وقت میانہ و گاڑی میں پردہ نشین
بیبیاں بھی آتی تھیں ایک وقت ایک ساہوکار علی الصباح میانہ

لیکر پہونچا عہدہ دار زنانی سواری سمجھ کر میانہ کے قریب گئے اور
کہا کہ پردہ کے اندر رہی جست کی تھالی میں ہاتھ رکھ دیں تو میں
جھاڑ دونگا جب اندر سے آواز نہ آئی نہ کوئی حرکت محسوس ہوئی
توان صاحب نے ساہوکار سے دریافت کیا کہ واقعہ کیا ہے
ساہوکار خوف زدہ و شرمندہ ہوکر کہا کہ میانہ میں دو ہزار زرِ نقد
لایا ہوں اس کو آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں یہ کہکر تھیلیاں برآمد
کیں عہدہ دار بہت برہم ہوئے اور کہا کہ مجھ کو بے ایمان
سمجھتے ہو۔ ابھی کوتوالی میں اطلاع دیتا ہوں صاحب موصوف کا
یہ کہنا ہی تھا کہ ساہوکار قدمبوس ہوا اور معافی چاہی اور اپنی
رقم واپس لے گیا۔

۱۷ ایک عہدہ دار کو کثیر مالیت کے مقدمات کے تصفیہ
کا حکم ہوا ایک فریق نے درخواست کی کہ اگر اس کے حق میں
فیصلہ کیا جائے تو ایک لاکھ روپیہ کے نوٹ دئیے جائیں گے
عہدہ دار نے کہا کہ اگر پھر ایسے الفاظ کہے جاوینگے تو محبس
بھیجدوں گا۔

و ۱۲ ایک عہدہ دار بغرض تنقیح دفاتر اضلاع کو روانہ ہوئے پہلی منزل ایک شاداب باغ میں واقع ہوئی گرمیوں کا موسم تھا بعد مغرب کھانا شروع ہوا تو صاحب موصوف کے ایک دوست نے کیری کی چٹنی تیار کی چونکہ چٹنی خوش ذائقہ تھی عہدہ دار مزے مزے سے کھا رہے تھے اثناء طعام میں عہدہ دار نے اس دوست سے دریافت کیا کہ کیری کہاں سے ملی دوست نے کہا اسی باغ سے جہاں ہم ٹھیرے ہیں عہدہ دار نے کہا کہ قیمتاً ملی یا اجازت سے آپ نے حاصل کی۔ دوست نے کہا کہ ایک کیری کے لئے قیمت یا اجازت کی کیا ضرورت تھی عہدہ دار غصہ سے کھڑے ہوگئے اور کہا کہ آپ نے غضب کر دیا فوراً قے کر کے کھانا نکال دیا اور کہا کہ حرام اور مسروقہ شئے ہمکو جائز نہیں ہے۔

و ۱۳ ایک عہدہ دار کا حال یہ تھا کہ فیصلے شب میں باوضو لکھا کرتے تھے اُس وقت سرکاری قندیل یا فرشی پکہ روشن رہتا تھا لیکن جب فیصلوں کا لکھنا ختم ہو جاتا تھا تو فوراً سرکاری قندیل یا پکہ بجھا دیا جاتا تھا اس کے بعد خانگی چراغ

جلا کر خانگی قلم دوات سے لکھا کرتے تھے۔

ف۱۴ بعض عہدہ دار ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ سرکاری چپراسی یا اہلکار سے خانگی کام لینا گناہ سمجھتے تھے۔

ف۱۵ کسی ضلع میں کوتوالی کے ایک عہدہ دار تھے اُن سے رعایا مطمئن اور ہر جگہ ان کی دیانت کی تعریف ہوتی تھی۔ ایک صاحب نے انہی کے منہ پر ان کی تعریف کی اور کہا کہ آپ کے تدین کی بہت شہرت ہے۔ عہدہ دار نے جواب دیا کہ سرکار سے مجھ کو معقول تنخواہ ملتی ہے اس لئے میرا فعل قابل تعریف نہیں ہے ہر ملازم کو دیانت و ایمان داری سے رہنا چاہیئے۔ میں نے ایک چھوٹی تنخواہ کے جوان کو دیکھا کہ وہ اپنی تنخواہ کے سوا ایک حبہ بھی کسی سے نہیں لیتا تھا اور جب کھانا پکاتا تھا تو لکڑی تک خرید کر لاتا تھا اگر کبھی اوس کے ساتھی نے دل لگی سے کسی دوسرے شخص کی یا جنگل کی لکڑی اس کے چولھے میں لگا دیتے تو وہ نکال پھینک دیتا تھا ایسے لوگ قابل ستائش ہیں۔ غرض دیانت ایک ایسا جوہر ہے کہ

دین دنیا دونوں جگہ اس کو سرخرو رکھتا ہے اور ہر جگہ اُسکی عزت
ہوتی ہے۔ جن جن دیانت داروں کا حال مذکور ہوا ہے
اُن میں جو لوگ زندہ ہیں اب بھی وہ اچھی حالت میں ہیں
اور جو لوگ نہیں ہیں اُن کی اولاد خوش حال اور سرکاری
عہدوں پر موجود ہے مخلوق کے حقوق کا تصفیہ حقیقت میں
خدا کا کام ہے لیکن خدا نے دنیا میں اسباب قائم فرما دیئے ہیں
اس لئے سلاطین کا تقرر فرمایا ہے جو ظل اللہ کہلاتے ہیں
چونکہ سلاطین بھی اپنے قلمرو کے ہر حصہ میں نہیں پہونچ سکتے
لہذا انھوں نے عدالتیں قایم کیں اور ان پر حاکموں کو مامور
کیا پس ان حاکموں کا کام ہے کہ ہر مقدمہ کا تصفیہ نہایت
انصاف اور ایمانداری سے کریں۔ رشوت سے اجتناب
اور اس کو حرام سمجھیں سفارش اور خوشامد کا اثر تک نہ لیں۔

منصف حکام اور انکی آزاد رائے

۱۶۹ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زرہ گم ہو گئی تھی

آپ نے اس کو ایک یہودی کے پاس دیکھ کر فرمایا کہ یہ زرہ تو
میری ہے اُس نے کہا کہ یہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے
اَلْقَبْضُ دَلِیْلُ الْمِلْکِ آپ کو دعوے ہے تو قاضی کے
پاس چلکر تصفیہ کرا لیجئے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بحیثیت
مدعی قاضی شریح کے پاس تشریف لیگئے۔ قاضی شریح نے
بیان دعوے اور جواب دعوے سننے کے بعد شہادت پیش
کرنے کا حکم دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادے
حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے غلام قنبر رحمۃ اللہ علیہ
کو پیش کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ لڑکے کی شہادت
باپ کے حق میں اور غلام کی شہادت مالک کے حق میں جائز
نہیں ہے یکایک یہودی چلا اوٹھا کہ آپ مجھے قاضی کے پاس
کھینچ لائے حالانکہ آپ امیرالمومنین (حاکم وقت) ہیں لیکن
قاضی آپ سے ایک عام آدمی کی طرح برتاؤ کرتا ہے اس لئے
اب مجھے آپ کے دین کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے
بیشک زرہ آپ ہی کی ہے یہ کہکر مسلمان ہوگیا۔

قاضی مدینہ نے منصور کو باضابطہ بلوایا اور جب وہ حاضر ہوا تو اس کی تعظیم نہیں کی اور پھر بلحاظ روئداد منصور کے خلاف فیصلہ صادر کیا

ف ۲۱ منصور نے قاضی بصرہ کو لکھا کہ ایک زمین کا مقدمہ ایک سائیس اور ایک سوداگر کے مابین آپ کے اجلاس پر پیش ہے اس کو آپ بحق سوداگر فیصلہ کر دیجئے قاضی بصرہ نے لکھا کہ جو شہادت میرے سامنے پیش ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ بحق سائیس فیصل ہوگا اور میں شہادت کے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتا۔ منصور نے لکھا کہ آپ کو بحق سوداگر فیصلہ کرنا پڑے گا۔ قاضی نے جواب دیا کہ میں روئداد کے خلاف ہرگز فیصلہ نہیں کر سکتا۔

ف ۲۲ المتوکل علی اللہ نے جو اپنے زمانہ کا بادشاہ تھا اپنے بیٹوں کو بتلا کر قاضی یعقوب سے پوچھا کہ اس کے بیٹے اچھے ہیں یا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما۔ قاضی یعقوب نے جواب دیا کہ آپ کے بیٹوں سے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا

غلام قنبر لاکھ درجہ اچھا ہے۔

تراب النسا۔ ماشاء اللہ آپ نے تو اچھا خاصہ وعظ کر دیا آپ ہیں کم عمر مگر چشم بد دور آپ کے خیالات پاکیزہ اور معلومات وسیع ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالی آیندہ سے اپنے شوہر کو نیک مشورہ دونگی اور اُن کے اخراجات گھٹا دونگی اور کفایت شعاری سے گھر کا کام انجام دونگی تاکہ ان کو تنخواہ کے سوائے باہر سے روپیہ لانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ میرے شوہر فی نفسہ بہت اچھے خیال کے ہیں لیکن ان کو صحبت اچھی نہیں ملی میں آیندہ سے انکو آپکے شوہر کے پاس بھیجا کروں گی تاکہ تبادلہ خیالات ہو اور بری صحبتوں سے وہ دور رہیں۔

سراج النسا۔ اب کسی کو ہدایت و فہمائش کی ضرورت نہیں رہی۔ مبارک عہد عثمانی میں غیر متدین اور مردم آزار ایسے نکل گئے جیسے موسم خزاں میں جھاڑوں کے پتے۔ جو لوگ راہ راست اختیار نہ کریں گے وہ خود نقصان اٹھا دیں گے

دعا کرو کہ عالمگیر وقت یعنے ہمارے اعلیٰحضرت نواب میر عثمان علیخان آصف جاہ بہادر دام اقبالہٗ کی عمر و اقبال میں خدائے تعالیٰ ترقی عطا فرماوے۔ دوست خوش حال دشمن پائمال ہوں۔

تراب النسا۔ آمین ۱۱ آمین دل و جان ۱۱ آمین

۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ ہجری